از عدالت عظمی

ناردرن پلاسٹک لمیٹڈ (اب کنسولیڈیٹڈ فوٹو اینڈ فنویسٹ لمیٹڈ کے ساتھ ضم ہو گیا ہے)

بنام

کلکٹر آف کسٹمز اینڈ سینٹرل ایکسائز

17 ستمبر 1999

[جی ٹی ناناوتی اور ایس این پھکن، جسٹسز]

محصول:

محصول حکام — ضبط شدہ اور فروخت شدہ سامان کی قیمت واپس کرنے کی ذمہ داری — سامان کی درآمد — ضبطی — سامان فروخت کرنے والے عدالت عظمیٰ کے محصول حکام کے سامنے زیر التواء اپیل — ضبط کرنے کا حکم غیر قانونی قرار دیا گیا — درآمد کنندہ کی طرف سے محصول حکام کو سود کے ساتھ سامان کی درخواست کنندہ قیمت پر واپس جانے کی ہدایت کے لیے دائر درخواست — منعقد، درخواست کنندہ سامان کی قیمت کا حقدار ہے، اس پر قابل ادائیگی ڈیوٹی کو کم کرتا ہے — درخواست کنندہ بھی 12 فیصد سود کا حقدار ہے — عرضی کہ درآمد کنندہ کو ٹارٹ میں کارروائی دائر کرنی چاہیے اگر اسے نقصان اٹھانا پڑا اور یہ عدالت ادائیگی کا حکم نہیں دے سکتی، مسترد کر دی گئی — آئین ہند — آرٹیکل 142 اصول وار قاعدہ 6 عدالت عظمیٰ قواعد، 1966 کے آرڈر 47 کا۔

درخواست گزار نے کچھ سامان درآمد کیا اور 11.1.1989 پر ان کی منظوری کے لیے اندراج کا بل دائر کیا۔ محصول حکام کی رائے تھی کہ سامان کی صحیح درجہ بندی نہیں کی گئی تھی اور وہ محصول ڈیوٹی اور تلافی ڈیوٹی سے چھوٹ کے حقدار نہیں تھے۔ 27.4.1989 کے ایک عبوری حکم سے گجرات عدالت عالیہ نے سامان کو جاری کرنے کا حکم دیا، لیکن چونکہ مذکورہ حکم کو اس عدالت میں چیلنج کیا گیا تھا، اس لیے سامان کو جاری نہیں کیا جا سکا۔ 14.9.1989 پر محصول کے کلکٹر نے سامان ضبط کرنے کا حکم دیا۔ درخواست گزار نے کسٹمز، ایکسائز اینڈ گولڈ (کنٹرول) اپیلیٹ ٹریبونل کے سامنے حکم کو ناکام چیلنج کرنے کے بعد اس عدالت میں اپیل دائر کی۔

دریں اثنا محصول حکام نے سامان فروخت کر دیا۔ اس عدالت نے بالآخر کلکٹر کی طرف سے منظور کردہ 14.9.1989 کے حکم کو کالعدم قرار دے دیا اور ساتھ ہی سی ای جی اے ٹی کی طرف سے بھی منظور کیا گیا، جس میں کہا گیا کہ سامان غلط اعلان نہیں کیا گیا تھا اور وہ او جی ایل کے تحت درآمد کے اہل تھے۔ اس نے مزید کہا کہ سامان ضبط کرنے کا ذمہ دار نہیں ہے۔

چونکہ محصول حکام نے سامان فروخت کیا تھا، اس لیے درخواست گزار نے عدالت عظمیٰ قواعد 1966 کے آرڈر 47 قاعدہ 6 کے ساتھ

پڑھے جانے والے آئین اے کے آرٹیکل 142 کے تحت مدعا علیہ کو سود کے ساتھ سامان کی قیمت واپس کرنے کی ہدایت کے لیے موجودہ درخواستیں دائر کیں۔

درخواست گزاروں کے لیے یہ اطمینان بخش تھا کہ اپیلوں کے زیر التواء ہونے کے دوران، جواب دہندگان کو اس عدالت کے احکامات حاصل کیے بغیر سامان فروخت نہیں کرنا چاہیے تھا؛ کہ جواب دہندگان نے درخواست دہندگان کے استعمال کے لیے سامان کی تصدیق کو غلط طریقے سے روکا تھا اور انہیں غلط طریقے سے ضبط کر کے بیچ دیا تھا؛ اور چونکہ ضبطی کا حکم الگ کر دیا گیا تھا، اس لیے جواب دہندگان اس کی ادائیگی تک 21.12.1988 سے 21 فیصد سود کے ساتھ سامان کی قیمت واپس کرنے کے ذمہ دار تھے۔ دوسری طرف، جواب دہندگان نے دعوی کیا کہ سامان کی میعاد ختم ہونے کی مخصوص تاریخ ہوتی ہے اور اسے ایئر کنڈیشنڈ جگہ پر ذخیرہ کرنے کی ضرورت ہوتی ہے؛ کہ درخواست گزار کو وقت دیے جانے کے باوجود سامان کو صاف کرنے میں ناکامی پر، سامان کو گفت وشنید کے ذریعے 48.50 لاکھ روپے میں فروخت کیا گیا تھا؛ کہ سامان پر قابل ادائیگی محصول ڈیوٹی کا مشخصہ 48.50 لاکھ روپے لگایا گیا تھا، جو درخواست دہندگان کو ادا کرنا تھا، اس کے علاوہ 252244 روپے مرکزی گودام کارپوریشن کو اسٹوریج چارجز کے طور پر ادا کیے جانے تھے؛ اور اس لیے، درخواست گزار نے کہا : کسی بھی رقم کا حقدار نہیں۔

درخواست کی اجازت دیتے ہوئے عدالت نے

منعقد.1: سامان کی ضبطی کا حکم خراب ہونے کی وجہ سے سامان کو اس کے مالک کو واپس کرنا ضروری تھا۔لیکن، چونکہ جواب دہندگان نے سامان بیچ دیا ہے، اس لیے وہ اپیل گزار کو مذکورہ سامان کی رقم کی قیمت واپس کرنے کے ذمہ دار ہیں۔ درخواست گزار کے حق میں سامان کی رہائی کو روکنے کے لیے تمام کوششیں کرنے کے بعد، جواب دہندگان اب یہ دعوی نہیں کر سکتے کہ سامان کی خرابی اور اس کے نتیجے میں قیمت کی کم وصولی کے لیے درخواست گزار، نہ کہ وہ، واقعی ذمہ دار تھے۔ [G،D-E–683 [G،D-E–683]

2۔ چونکہ سامان کی درآمد درخواست دہندگان کے ذریعے کی جاتی تھی، اس لیے جیسے ہی سامان بھارت کے زمینی حصے پر اترا، اس پر ڈیوٹی کی مناسب رقم قابل ادائیگی ہوگئی۔ درخواست گزار اس تاریخ یا وقت کے مطابق سامان کی قیمت کا حقدار بن گیا ہے جب جواب دہندگان کے ذریعہ گھریلو استعمال کے لیے سامان کو صاف کیا جانا چاہیے تھا۔ اگرچہ درآمدی دستاویزات میں دکھائے گئے سامان کی قیمت صرف روپے 33.04 لاکھ تھی، لیکن یہ فرض کرنا مناسب ہوگا کہ ایک درآمد کنندہ نے روپے 33.04 لاکھ کی قیمت کا سامان درآمد کیا ہوگا اگر متعلقہ وقت میں بھارتیہ مارکیٹ میں اس کی قیمت سامان کی قیمت اور اس پر قابل ادائیگی ڈیوٹی سے زیادہ تھی (یعنی روپے 33.04 لاکھ + روپے 47.07 لاکھ = روپے 80.11 لاکھ)۔ چونکہ درخواست گزار سامان کے استعمال سے محروم رہا ہے اس لیے جواب دہندگان کی ذمہ داری ہے کہ وہ درخواست گزار کو کم از کم روپے 80.11 لاکھ کم روپے 47.07 لاکھ، اس پر قابل ادائیگی ڈیوٹی کی رقم یعنی روپے 33.04 لاکھ واپس کریں۔ [F-G،D–684]

3۔ یہ نہیں کہا جا سکتا کہ اگر درخواست گزار کو جواب دہندگان کے غلط عمل کے نتیجے میں کوئی نقصان پہنچا ہے تو اسے ٹارٹ میں کارروائی دائر کرنی چاہیے اور یہ عدالت ان درخواستوں میں کسی بھی رقم کی ادائیگی کا حکم نہیں دے سکتی۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ درخواست گزار اس

طرح کی کارروائی شروع کرنے کے لیے کھلا ہوگا اگر اسے لگتا ہے کہ اس سے ہونے والا نقصان 1 لاکھ روپے سے زیادہ ہے لیکن ان درخواستوں میں کیے گئے دعوے سے انکار کرنا مناسب اور مناسب نہیں ہوگا، کیونکہ، کسی بھی صورت میں، درخواست گزار ان سامان کی رقم کی قیمت کا حقدار ہے جو جواب دہندگان کے ذریعے غیر قانونی طور پر ضبط کیے گئے تھے۔ حقائق اور حالات پر غور کرتے ہوئے مدعا علیہ کو درخواست گزار کو ایک لاکھ روپے کی رقم واپس کرنے کی ہدایت کی جاتی ہے۔ 1.2.1989 سے ادائیگی کی تاریخ تک 12 فیصد سود کے ساتھ 33.04 لاکھ۔ [685-بی-سی]

دیوانی اپلیٹ دائرہ اختیار فیصلہ: دیوانی اپیل نمبر 4196 / 89 میں I. A. نمبر 3 اور 4 اور 1990 کا 3325۔

سنٹرل ایکسائز کسٹمز اینڈ گولڈ (کنٹرول) اپیلیٹ ٹریبونل، نئی دہلی کے فیصلے اور حکم سے اپیل نمبر۔ 2092/89-C (آرڈر نمبر 388/89-C)

دشینت دیو، پراگ ترپاٹھی، اے ٹی پترا اور گوتم گھیتان نے اپیل گزاروں کے لیے میسرز گھیتان اینڈ کمپنی کے لیے

جواب دہندگان کے لیے سی ایس ویدیاناتھن اے ایس جی، پی پرمیشورن، محترمہ شوبھا اور ایس کے مہتا

عدالت کا فیصلہ اس کے ذریعے دیا گیا

جی ٹی ناناوتی، جسٹس ان دونوں درخواستوں میں درخواست گزار ناردرن پلاسٹک لمیٹڈ ہے (اب کنسولیڈیٹڈ فوٹو اینڈ فنویسٹ لمیٹڈ کے ساتھ ضم ہو گیا ہے)۔ یہ مذکورہ سول اپیلوں میں اپیل کنندہ تھا جس کی اجازت اس عدالت نے اپنے فیصلے کے ذریعے دی ہے جس کی تاریخ 14.7.1998 ہے۔ یہ درخواستیں عدالت عظمیٰ قواعد 1966 کے آرڈر 47 قاعدہ 6 کے ساتھ پڑھے گئے آئین کے آرٹیکل 142 کے تحت ہدایت کے لیے دائر کی گئی ہیں۔

درخواست گزار نے جنوری 1989 میں فوٹو گرافک کلر فلمز (ان ایکسپوزڈ) شبت کے 59 جمبو رول درآمد کیے تھے۔ اس نے مذکورہ سامان کی کلیئرنس کے لیے 11.1.1989 پر اندراج کا بل فائل کیا۔ محصول حکام نے سامان کو کلیئر نہیں کیا تھا کیونکہ انہیں اس کی درست درجہ بندی اور بل آف انٹری میں مذکور نوٹیفکیشن کے تحت محصول ڈیوٹی اور کاؤنٹر ویلنگ ڈیوٹی سے استثنیٰ کے فائدے کے بارے میں کچھ شک تھا۔ اس کی وجہ سے بالآخر 14.8.1989 پر مذکورہ سامان کو ضبط کرنے کے لیے اس بنیاد پر وجہ بتاؤ نوٹس جاری کیا گیا کہ درجہ بندی اور چھوٹ حاصل کرنے کے مقصد سے اندراج کے بل میں تفصیل کا غلط اعلان کیا گیا تھا اور سامان O. G. L کے تحت درآمد کے اہل نہیں تھے۔ 14.9.1989 کے ایک حکم کے ذریعے محصول کے کلکٹر نے ان سامان کو ضبط کرنے کا حکم دیا۔ تاہم، کیس کے تمام حقائق اور حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے اس نے درخواست گزار کو 500000 روپے کے ریڈیمپشن جرمانے کی ادائیگی پر ان سامان کو چھڑانے کا حق انتخاب دیا۔ اس نے 1000000 روپے کا جرمانہ بھی عائد کیا۔

سامان کو پہلے گجرات عدالت عالیہ کی طرف سے منظور کردہ 27.4.1989 کے ایک عبوری حکم کے ذریعے جاری کرنے کا حکم دیا گیا تھا۔لیکن جیسا کہ مذکورہ حکم کو یونین آف انڈیا اور انڈیا فوٹو فلمز دونوں نے اس عدالت میں 1989 کا نمبر 8225 اور 1989 کا نمبر 9012 درج کر کے للکار کیا تھا، انہیں جاری نہیں کیا گیا۔دریں اثنا دہلی عدالت عالیہ نے بھی ایک حکم جاری کیا تھا جس میں درخواست گزار کو محصول حکام کی طرف سے ان کے حق میں جاری کیے جانے کے باوجود کسی بھی طرح سے مذکورہ سامان سے نمٹنے یا فروخت کرنے پر پابندی عائد کی گئی تھی۔اس طرح سامان اپیل کنندہ کے ذریعے حاصل نہیں کیا جا سکا اور وہ محصول حکام کے ذریعے فروخت کیے جانے لگے حالانکہ مذکورہ بالا اپیلیں اس عدالت میں زیر التوا تھیں۔ 14.9.1989 کے کلکٹر کے حکم کے خلاف درخواست گزار نے سی ای جی اے ٹی میں اپیل کو ترجیح دی تھی۔اپیل کو عملی طور پر مسترد کر دیا گیا سوائے اس کے کہ 1000000 روپے کا جرمانہ کم کر کے 500000 روپے کر دیا گیا۔سی ای جی اے ٹی کے ذریعے تصدیق شدہ کلکٹر کے حکم نمبر 14.9.89 سے ناراض ہو کر درخواست گزار نے 1990 کی دیوانی اپیل نمبر 3325 دائر کی تھی۔ 1989 کی دیوانی اپیل نمبر 4196 کلکٹر کے پہلے حکم کے خلاف دائر کی گئی تھی۔

14.9.89 کے حکم اور سی ای جی اے ٹی کے ذریعے منظور کردہ حکم کو کالعدم قرار دیتے ہوئے اس عدالت نے فیصلہ دیا کہ اپیل کنندہ نے سامان کا غلط اعلان نہیں کیا تھا اور وہ او جی ایل کے تحت درآمد کے اہل بھی تھے۔اس عدالت نے مزید فیصلہ دیا کہ ان وجوہات کی بناء پر اپیل کنندہ کے ذریعے درآمد کردہ سامان ضبط کرنے کے ذمہ دار نہیں تھے اور کلکٹر اور سی ای جی اے ٹی کے ذریعے منظور کیے گئے حکم نامے غیر قانونی تھے۔اس لیے دونوں اپیلیں منظور کر لی گئیں۔

اب ان درخواستوں میں معروف سینئر وکیل مسٹر ڈیو کی طرف سے جو دلیل دی گئی ہے وہ یہ ہے کہ مدعا علیہ کو ضبط کرنے کا حکم ایک طرف رکھ دیا گیا ہے جو درخواست گزار کو سامان واپس کرنے کا ذمہ دار ہے۔انہوں نے یہ بھی پیش کیا کہ مدعا علیہ کو اس عدالت کا حکم حاصل کیے بغیر اپیلوں کے التواء کے دوران سامان فروخت نہیں کرنا چاہیے تھا۔چونکہ مدعا علیہ نے درخواست گزار کے ذریعے استعمال کے لیے سامان کی کلیئرنس کو غلط طریقے سے روکا تھا اور چونکہ مدعا علیہ نے غلط طریقے سے سامان ضبط کر لیا تھا اور انہیں بیچ دیا تھا، اس لیے اسے 21 دسمبر 1988 سے اس کی ادائیگی تک 21 فیصد سود کے ساتھ مذکورہ سامان کی قیمت واپس کرنے کا ذمہ دار ٹھہرایا جانا چاہیے۔

حکومت ہند کے انڈر سکریٹری، وزارت خزانہ کی طرف سے مدعا علیہ کی جانب سے دائر جوابی بیان حلفی میں، ان درخواستوں کی مخالفت کرتے ہوئے کہا گیا ہے کہ چونکہ سامان کی میعاد ختم ہونے کی مخصوص تاریخ تھی اور اسے ایئر کنڈیشنڈ جگہ پر ذخیرہ کرنے کی بھی ضرورت تھی، اس لیے کسٹم کے کلکٹر نے درخواست گزار کو 28.5.1990 پر مطلع کیا تھا کہ وہ سات دن کے اندر سامان کو صاف کر دے۔چونکہ درخواست گزار نے سامان کو صاف نہیں کیا تھا، اس لیے انہیں بات چیت کے ذریعے میسرز ہندوستان فوٹو فلمز کو روپے 48.50 لاکھ میں فروخت کیا گیا تھا۔اس میں مزید کہا گیا ہے کہ سنٹرل ویئر ہاؤسنگ کارپوریشن کو بھی اسٹوریج چارجز کے طور پر 252244 روپے ادا کرنے تھے۔سامان پر قابل ادائیگی کسٹم ڈیوٹی کا مشخصہ روپے 48.50 لاکھ پر لگایا گیا تھا۔اس لیے درخواست گزار کسی بھی رقم کا حقدار نہیں ہے۔

چونکہ سامان کی ضبطی کا حکم خراب قرار دیا گیا تھا اس لیے سامان کو اس کے مالک کو واپس کرنا ضروری تھا۔چونکہ ضبط کرنے کے حکم کو اس

عدالت نے اس بنیاد پر غیر قانونی قرار دیا تھا کہ سامان کا کوئی غلط اعلان نہیں کیا گیا تھا اور درخواست گزار او جی ایل پر ان سامان کو درآمد کرنے کا حقدار تھا، اگر ضبط شدہ سامان کو ٹھکانے نہیں لگایا گیا ہوتا تو اسے درخواست گزار کے حق میں جاری کرنا ضروری ہوتا اور درخواست گزار مدعاعلیہ کی طرف سے سامان کو غیر قانونی طور پر برقرار رکھنے کے نتیجے میں سامان کو پہنچنے والے نقصان اور اس سے ہونے والے نقصان کے لیے ہرجانے کا دعوی کرسکتا تھا۔ ہم نے اوپر ذکر کیا ہے کہ کس طرح درخواست گزار کو مدعاعلیہ اور ہندوستان فوٹو فلمز نے ان سامان کو چھڑانے/ حاصل کرنے سے روکا تھا۔ مدعاعلیہ کو جو سامان بیچ دیا گیا ہے وہ اب درخواست گزار کو سامان واپس کرنے کی پوزیشن میں نہیں ہے۔ چونکہ یہ صورتحال مدعاعلیہ نے اپنے اعمال سے پیدا کی ہے اس لیے اب وہ درخواست گزار کو مذکورہ سامان کی رقم کی قیمت واپس کرنے کی ذمہ داری سے بچ نہیں سکتا۔ اگر 31.1.1989 پر منظور کیے گئے پہلے حکم کو اور 27.4.1989 پر درخواست گزار کے حق میں گجرات عدالت عالیہ کے ذریعے منظور کیے گئے عبوری حکم کو چیلنج کیے بغیر مدعاعلیہ نے گجرات عدالت عالیہ کی طرف سے عائد کردہ قیود وضوابط پر سامان واپس کر دیا ہوتا تو وہ خود اس صورتحال میں نہیں آتا۔ مذکورہ احکامات کو چیلنج کرتے ہوئے اور سامان کو اپنے قبضے میں رکھتے ہوئے مدعاعلیہ کو یہ احساس ہونا چاہیے تھا کہ سامان خراب ہونے والی نوعیت کا ہے اور انہیں ایئر کنڈیشنڈ رہائش کی ضرورت ہے۔ درخواست گزار کے حق میں سامان کی رہائی کو روکنے کے لیے تمام کوششیں کرنے کے بعد مدعاعلیہ اب یہ دعوی نہیں کرسکتا کہ سامان کی خرابی اور اس کے نتیجے میں قیمت کی کم وصولی کے لیے درخواست گزار بلکہ وہ واقعی ذمہ دار تھا۔

صحیح طور پر جوابی بیان حلفی میں مدعاعلیہ نے اس عدالت کے ذریعے منظور کردہ حکم کے پیش نظر سامان کی رقم کی قیمت واپس کرنے کی ذمہ داری سے اختلاف نہیں کیا ہے۔ اس میں جو دلیل دی گئی ہے وہ یہ ہے کہ چونکہ سامان جلد خراب ہونے والی نوعیت کا تھا اور اسے ایئر کنڈیشنڈ اسٹوریج کی جگہ پر رکھنا ضروری تھا اس لیے انہیں بیچنا پڑا حالانکہ اس عدالت میں اپیلیں زیر التوا تھیں۔ مزید کہا گیا ہے کہ قابل ادائیگی ڈیوٹی روپے 47.07 لاکھ میں آتی ہے اور روپے 252244 کو سنٹرل وارش ہاؤسنگ کارپوریشن کو اسٹوریج چارجز کے طور پر ادا کرنا ضروری تھا اور چونکہ سامان کی فروخت سے صرف روپے 48.50 لاکھ وصول ہوئے تھے، درخواست گزار کو کچھ بھی قابل ادائیگی نہیں رہتا ہے۔

مسٹر ڈیو نے دعوی کیا کہ درخواست دہندگان کوئی ڈیوٹی ادا کرنے کے ذمہ دار نہیں ہیں کیونکہ سامان کو مدعاعلیہ نے کلیئر نہیں کیا تھا اور بعد میں انہیں مدعاعلیہ نے ضبط کر کے فروخت کر دیا تھا اور اس لیے یہ نہیں کہا جا سکتا کہ درخواست دہندگان نے سامان درآمد کیا ہے۔ دوسری طرف، ایڈیشنل سالیسیٹر جنرل، مسٹر سی ایس ویدیاناتھن نے دعوی کیا کہ سامان کی درآمد درخواست گزاروں کے ذریعے کی جاتی تھی اور جیسے ہی مذکورہ سامان انڈیا کی سرزمین پر اترا تو اس پر ڈیوٹی کی مناسب رقم قابل ادائیگی ہوگئی۔ ہماری رائے میں، مسٹر ویدیاناتھن اپنی پیش کش میں درست ہیں خاص طور پر جب ہماری طرف سے سامان کو برقرار رکھنے اور ضبط کرنے کو غیر قانونی قرار دیتے ہوئے منظور کردہ حکم پر مکمل اثر ڈالنا پڑتا ہے۔ تاہم، ایڈیشنل سالیسیٹر جنرل، مسٹر سی ایس ویدیناتھن نے مزید کہا کہ درآمدی دستاویزات میں دکھائے گئے سامان کی قیمت صرف 1 لاکھ روپے تھی اور چونکہ ڈیوٹی اور قابل ادائیگی گودام چارجز مذکورہ رقم سے زیادہ ہیں اس لیے درخواست گزار مدعاعلیہ سے کچھ بھی وصول کرنے کا حقدار نہیں ہے۔ علمی وکیل کی طرف سے جس چیز کو نظر انداز کیا جاتا ہے وہ ضبط کرنے کے حکم کو اس بنیاد پر کالعدم قرار دینے کا نتیجہ ہے کہ یہ غیر قانونی تھا۔ درخواست گزار اس تاریخ یا وقت کے مطابق سامان کی قیمت کا حقدار بن گیا ہے جب مدعاعلیہ کے ذریعہ گھریلو استعمال کے لیے سامان کو صاف کیا جانا چاہیے تھا۔ اگر جنوری 1989 میں درآمد اور ڈیوٹی کی ادائیگی کے بعد بھارت میں سامان کی قیمت 1 لاکھ روپے تھی تب ہی درخواست گزار، اور اس معاملے میں کوئی سمجھدار شخص سامان کو

بالکل بھی درآمد نہیں کرتا۔ یہ فرض کرنا مناسب ہوگا کہ کوئی درآمد کنندہ 3 لاکھ روپے کی قیمت کا سامان درآمد کرتا اگر متعلقہ وقت میں بھارتیہ بازار میں اس کی قیمت سامان کی سی آئی ایس قیمت اور اس پر قابل ادائیگی ڈیوٹی (روپے 33.04 لاکھ + 47.07 لاکھ = روپے 80.11 لاکھ) سے زیادہ ہوتی۔ یہ بھی مدعا علیہ کا موقف نہیں ہے کہ اس طرح کے سامان اس وقت بھارتیہ بازار میں کم قیمت پر دستیاب تھے۔ لہذا، اب یہ مدعا علیہ کی ذمہ داری ہے کہ وہ کم از کم روپے 80.11 لاکھ — 47.07 لاکھ، اس پر قابل ادائیگی ڈیوٹی کی رقم واپس کرے۔ چونکہ درخواست گزار کو 1 لاکھ روپے کے سامان کے استعمال سے محروم کر دیا گیا ہے اس لیے جواب دہندہ اب قانونی ذمہ داری کے تحت ہے کہ وہ درخواست گزار کو اس رقم کو واپس کرے۔ اب مدعا علیہ کو اپنی غلطی کا فائدہ اٹھانے کی اجازت نہیں دی جا سکتی اور یہ دعوی کیا جا سکتا ہے کہ سامان کی قیمت کا تعین صرف روپے 48.50 لاکھ ہونا چاہیے جس میں اس کی قیمت اور اس پر قابل ادائیگی ڈیوٹی کی رقم شامل ہے کیونکہ انہیں صرف اسی قیمت پر فروخت کیا جا سکتا ہے۔ ہم مدعا علیہ کے وکیل کی اس دلیل کو بھی قبول نہیں کر سکتے کہ اگر مدعا علیہ کو مدعا علیہ کے غلط عمل کے نتیجے میں کوئی نقصان پہنچا ہے تو اسے ٹارٹ میں کارروائی دائر کرنی چاہیے اور یہ عدالت ان درخواستوں میں کسی بھی رقم کی ادائیگی کا حکم نہیں دے سکتی۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ درخواست گزار اس طرح کی کارروائی شروع کرنے کے لیے کھلا ہوگا اگر اسے لگتا ہے کہ اس سے ہونے والا نقصان روپے 33.04 لاکھ سے زیادہ ہے۔ صرف اس وجہ سے کہ اس طرح کی کارروائی شروع کرنا درخواست گزار کے لیے کھلا ہے، ان درخواستوں میں کیے گئے دعوے سے انکار کرنا منصفانہ اور مناسب نہیں ہوگا کیونکہ کسی بھی صورت میں درخواست گزار ان سامان کی رقم کی قیمت واپس کرنے کا حقدار ہے جو مدعا علیہ کے ذریعے غیر قانونی طور پر ضبط کیے گئے تھے۔ اگرچہ درخواست گزار نے 21 فیصد سود کا دعوی کیا ہے لیکن ہم اتنے زیادہ شرح پر سود دینا مناسب نہیں سمجھتے اور مقدمے کے حقائق اور حالات پر غور کرتے ہوئے یہ انصاف کے مفاد میں ہوگا اگر مدعا علیہ کو ادائیگی کی تاریخ تک 12 فیصد کی شرح سے سود کے ساتھ 3 لاکھ روپے کی رقم واپس کرنے کی ہدایت کی جائے کیونکہ کلکٹر نے اپنے حکم نامے میں کہا تھا کہ سامان کو مناسب طریقے سے بیان کیا گیا تھا اور درآمد قانونی تھی۔

نتیجے میں درخواستوں کی اجازت ہے۔ مدعا علیہ کو ایک لاکھ روپے کی رقم واپس کرنے کی ہدایت کی جاتی ہے۔ 1.2.1989 سے ادائیگی کی تاریخ تک 12 فیصد سود کے ساتھ 33.04 لاکھ۔ اخراجات کے حوالے سے کوئی آرڈر نہیں۔

آر۔ پی۔

ا۔ جیسا کہ منظوری ہے۔

Javeed Ahmed Geelani
2024.10.09 16:57
I am the author of this document